تبصرہ کتب

نام کتاب: ماہ نامہ الرشید لاہور۔ نعت نمبر ۱۴۱۱ھ

مرتب: عبدالرشید ارشد

ناشر: مکتبہ رشیدیہ۔ ۲۵۔ لوئر مال۔ لاہور

قیمت: درج نہیں

مدح، ثنا، توصیف اور نعت کے الفاظ مختلف مقامات پر رسول انام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے لیئے استعمال کیئے گئے ہیں۔ لیکن جو لفظ بطور خاص آپ کی مدح و ثنا کے لیئے لکھا اور بولا گیا ہے وہ "نعت" ہے۔ اور اس حد تک بولا گیا کہ آپ کی ذات اقدس کے لیئے مخصوص ہو گیا۔ بعض تاریخی حوالوں سے یہ نشان دھی ہوتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات اور شمائل و عادات کے لیئے نعت کا لفظ سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بولا۔

آپ کی ذات سے لے کر صفات تک، اور افکار سے لے کر اعمال تک زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو نعت کا موضوع نہ بنا ہو، یا نہ بن سکتا ہو۔

نعت کی بنیاد محبت و عقیدت ہے اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے محبت و عقیدت کا یہ میدان بہت وسیع اور بے کراں ہے۔ نبی علیہ السلام کی رفعت شان تقاضا کرتی ہے کہ نعت کہنے والا سراپا ادب ہو۔ نعت جہاں ایک طرف ذات پیمبر سے امتی کے والہانہ جذبات اور شیفتگی کے اظہار کا ایک موثر اور خوب صورت ذریعہ ہے، وہاں عظیم بارگاہ میں ایک کوتاہ قامت کا اعتراف عجزو انکسار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے والہانہ محبت اور

اطاعت و پیروی، نبوت و رسالت کے عقیدے کا لازمی نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنے رسول کی جیسی پیروی چاہتے ہیں وہ اسی وقت ممکن ہے جب آدمی کا دل نبی کے عشق و محبت سے سرشار ہو۔ اگر کوئی شخص آپ کو نبی مانتا ہے مگر اس کا دل آپ کی محبت و عقیدت سے محروم ہے تو اس کا ایمان ہی مشکوک و مشتبہ ہے۔ کیوں کہ کامل محبت کے بغیر اطاعت و فرماں برداری کی منزلیں طے نہیں ہو سکتیں۔ خود نبی علیہ السلام کا فرمان یہی ہے کہ: "تم میں سے کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ مجھے اپنے، اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ رکھتا ہو"۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم علماء، فضلاء اور شعراء نے اپنے اپنے رنگ میں حضور علیہ السلام سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے۔

عشق رسول کا سب سے بڑا مظہر نعت گوئی کو سمجھا گیا ہے۔ اس کا آغاز خود حضور اقدس کے دور ہی سے ہوتا ہے۔ مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں اپنا منظوم نذرانہ عقیدت و محبت پیش کیا۔

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ جنہوں نے زندگی بھر سنت رسول کی خدمت کی، وہ بھی منظوم نذرانہ محبت و عقیدت پیش کیئے بغیر نہ رہ سکے۔ عربی، فارسی، اردو اور دوسری بے شمار زبانوں میں مسلم شعراء نے حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سے اپنی محبت و شیفتگی کے ایسے نغمے تخلیق کیئے اور نعت کے ایسے ایسے لعل و گہر بکھیرے جن کی مثال دنیا کا ذخیرہ شعر و ادب پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس طبقے کے علاوہ پھر ایک طبقہ ایسا پیدا ہوا جو خود منظوم ہدیہ عقیدت پیش کرنے سے قاصر تھا، اس نے اپنے جذبہ محبت کا اظہار یوں کیا کہ ان موتیوں اور جواہر پاروں کو جمع کیا جو دوسروں کی زبان و قلم نے بکھیرے تھے۔ اور اس طبقے کی یہ کاوش ان لوگوں کے جذبہ محبت کی تسکین کا سامان بنی جو خود نہ کچھ لکھ، اور کہہ سکتے تھے اور نہ جمع کر سکتے تھے۔ صرف پڑھ کر اپنے جذبہ شوق کو تسکین دے سکتے تھے۔

بارگاہ نبوت و رسالت میں جو طبقہ خود منظوم ہدیہ محبت و عقیدت پیش کرنے سے قاصر تھا مگر اس نے دوسروں کے جذبات محبت کو جمع کیا اور عاشقان رسول کے سامنے پیش کر دیا، میرا

خیال ہے کہ یہ طبقہ سب سے بڑھ کر برصغیر پاک و ہند میں پیدا ہوا، کوئی سال ایسا نہیں گزرتا کہ نعت رسول کے موتیوں اور پھولوں سے سجا سجایا کوئی گلدستہ سامنے نہ آتا ہو۔ ایسے گلدستے سجانے والوں کی ایک قطار ہے جو ختم ہونے میں نہیں آتی۔ اور اسے ختم بھی نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ نظر یہ آ رہا ہے کہ ہر بعد میں آنے والا پہلے والے سے بازی لے جانے کی کوشش میں سرگرداں ہے۔

ایسا ہی ایک خوب صورت مجموعہ اور گلدستہ الرشید کے نعت نمبر کی صورت میں میرے سامنے ہے۔ جسے پڑھنے سے پہلے صرف دیکھ کر ہر شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ذات رسول سے محبت و عقیدت کے منظوم نذرانوں کو اتنے حسین انداز سے اس سے پہلے کوئی پیش نہیں کر سکا۔

مجھے الرشید کے نعت نمبر کو دیکھ اور پڑھ کر دوگونہ خوشی ہے۔ ایک تو اس لیئے کہ مختلف زبانوں میں نعت رسول کا اتنا بڑا انتخاب اہل علم تک پہنچا کہ وہ اس سے پہلے اتنا جامع انتخاب نہ دیکھ سکے۔ اس کے ظاہری خط و خال کو بھی اس حد تک سنوارا گیا کہ اس سے پہلے کسی کے لیئے ممکن نہیں ہوا۔

میری خوشی کا دوسرا سبب یہ ہے کہ یہ عظیم اور مبارک کام ایک ایسے فرد کے ہاتھوں انجام پایا جس سے ناچیز کا دیرینہ اور گہرا علمی و دینی اور فکری تعلق ہے اور اس کی ترتیب و تدوین میں ناچیز راقم کے مشورے اور خواہش کا بھی دخل ہے جس کا از رہ کرم فاضل مرتب نے "گزارش احوال" میں ذکر کیا ہے۔

"نعتیہ کتاب (مجموعہ) شائع کرنے کی تحریک کرنے والے حضرت مولانا محمد ادریس کاندہلوی مرحوم کے صاحبزادے مولانا محمد میاں صدیقی تھے، ان کا خلوص غیرشعوری طور پر میرے لئے اس منصوبے پر عمل کرنے کا سبب بن گیا۔ اب یقیناً ان کو خوشی ہو گی"۔

(جلد اول، ص: ۱۲)

مجھے یقیناً خوشی ہے اور میں بجا طور پر محسوس کر رہا ہوں کہ یہ میری دیرینہ خواہش کی تکمیل ہے۔ اور اتنے خوب صورت اور بھرپور انداز میں جس کا تصور بھی میرے لیئے ممکن نہ تھا۔

نعت نمبر دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد ۷۳۶ صفحات پر اور دوسری جلد ۷۴۳ صفحات پر محیط ہے، اس طرح دونوں جلدوں کی مجموعی ضخامت ۱۴۷۹ صفحات ہے۔

کلمات تشکر اور ابتدائی تعارفی کلمات کے بعد مولانا محمد اشرف خاں سلیمانی کے مضمون۔ "قرآن کریم میں نعت مصطفوی" سے نعت نمبر کی ابتداء ہوتی ہے۔ مولانا کا مضمون بہت عالمانہ ہے، قرآن حکیم کی ان تمام آیات کو جمع کیا ہے اور ان کی توضیح و تشریح کی ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل ہے۔ مضمون ۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔

پہلی نعت حضور علیہ السلام کے دادا حضرت عبدالمطلب کی ہے، اٹھارہ اشعار پر مشتمل ہے۔ حضور علیہ السلام کے والد اور والدہ کی وفات کا ذکر ہے۔ حضور کی ولادت باسعادت پر جو خرق عادت واقعات ظہور پذیر ہوئے اور نسطورا راہب نے جو پیش گوئیاں کیں ان کی طرف اشارہ ہے۔

دوسری نعت آپ کے چچا خواجہ ابوطالب کی ہے جو اس وقت کی ہے جب عبدالمطلب کی وفات کے بعد آپ ان کی کفالت میں آئے۔ انہوں نے آپ کے بارے میں جذبات سے بھرپور اشعار کہے۔

حضرت عبدالمطلب اور خواجہ ابوطالب کے نعتیہ قصائد کے بعد وہ اشعار ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے آپ کی مدح و ستائش میں کہے۔

اشعار صحابہ کا اچھا خاصا حصہ ہے۔ ۶۳ صفحات ہیں۔ اشعار صحابہ میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک، حضرت عامر بن طفیل، حضرت ابو سفیان، حضرت مالک بن عوف، حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت فاطمہ الزہراء (رضی اللہ عنہم) کے اشعار شامل ہیں۔

صفحہ ۳۹۹ تک عربی اشعار کا حصہ ہے۔ عربی قصائد میں قصیدہ بردہ اور احمد شوقی کا طویل قصیدہ بھی شامل ہے۔

پاکستان میں سعودی عرب کے پہلے سفیر سید عبدالحمید الخطیب کا عربی قصیدہ بھی شامل ہے۔

اس قصیدے کے دو سو اشعار منتخب کئے گئے ہیں۔ ناچیز راقم کے علم میں یہ بات ہے کہ یہ قصیدہ بہت طویل ہے اور غالباً نو سو اشعار پر مشتمل ہے۔ اس قصیدے کا بڑا عجیب پس منظر ہے جس کو خود خطیب صاحب مرحوم نے میرے والد گرامی (مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم) سے بیان کیا۔ یہ بظاہر ۱۹۵۳ء یا ۵۴ کی بات ہے۔ خطیب صاحب کے والد محترم سے مخلصانہ تعلقات تھے' ان دنوں دارالحکومت کراچی تھا' مرحوم جب بھی لاہور آتے تو والد صاحب سے ضرور ملاقات کرتے۔ اس دوران ایک بار آئے تو یہ واقعہ بیان کیا کہ:

"میں نے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا میں ایک چھوٹی سی نعت کہی جو صرف انیس اشعار پر مشتمل تھی۔ سوچا کہ مدینہ منورہ حاضر ہوں گا تو روضہ اقدس پر خود حاضر ہو کر حضور علیہ السلام کی خدمت میں یہ عاجزانہ ہدیہ نعت پیش کروں گا۔ اچانک مدینہ منورہ سے ایک دوست کا خط آیا' انہوں نے لکھا کہ: مجھے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی ہے۔ وہ فرما رہے ہیں کہ عبدالحمید نے ہماری شان میں جو اشعار کہے ہیں' اس سے کہو کہ وہ آکر ہمیں سنائے۔ یہ خط ملنا تھا کہ مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ چند لمحے بھی کراچی میں ٹھہرنا مشکل ہو گیا' میں فوراً سعودی عرب پہنچا' روضہ اقدس پر حاضر ہوا' اور اپنے آقا و مولا کے حسب ارشاد اپنا نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اس وقت جو گزری وہ بیان نہیں کر سکتا' بیس دن وہیں بیٹھا رہا۔ اشعار کی آمد ہوتی رہی اور نوبت انیس سے نو سو اشعار تک پہنچی"۔

جس وقت مرحوم نے یہ واقعہ والد محترم کو سنایا اس وقت بھی وہ برابر روتے رہے' ناچیز کے علاوہ دو ایک حضرات اور بھی حاضر مجلس تھے' سبھی کی آنکھیں نمناک تھیں۔

یہ طویل قصیدہ مرحوم نے کتابی صورت میں شائع کر دیا تھا' مجھے نہیں معلوم کہ مرتب نے زیر نظر مجموعہ میں اس قصیدے کے دو سو اشعار کہاں سے لیئے ہیں۔؟ الرشید میں یہ قصیدہ پڑھا تو چالیس برس پرانا نقشہ نگاہوں کے سامنے گھوم گیا۔

عربی قصائد میں علامہ انور شاہ کشمیری کے قصائد بھی شامل ہیں۔ مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی (استاذ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور) کا عربی قصیدہ قابل ذکر ہے۔ نواسی اشعار پر مشتمل ہے

اور اس کی سب سے بڑی خصوصیت اور انفرادیت یہ ہے کہ اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ سو بیس اسمائے مبارکہ نظم کئے ہیں ۔ فنی طور پر یہ خاصا مشکل کام ہے۔

عربی قصائد میں حافظ ابن حجر' ابن خلدون ' شاہ ولی اللہ دہلوی' سید احمد کبیر رفاعی' شاہ رکن عالم ' شیخ عبداللہ شیرازی ' ابو العتاہیہ' مولانا فضل حق خیر آبادی ' مفتی الٰہی بخش کاندہلوی' مولانا محمد یعقوب نانوتوی' مولانا حبیب الرحمن عثمانی ' مولانا ظفر احمد عثمانی' مولانا محمد ادریس کاندہلوی اور مفتی محمد شفیع کے قصائد قابل ذکر ہیں ۔

عربی قصائد میں اردو ترجمہ کا اہتمام کر کے عام قارئین کے لیئے ان کو سمجھنے کی سہولت پیدا کر دی ہے ۔

عربی قصائد کے بعد فارسی قصائد ہیں اور ایک سو بارہ صفحات پر مشتمل ہیں ۔ عربی قصائد کی طرح فارسی قصائد میں بھی انتخاب علاقے اور جغرافیے سے ماوراء ہے ۔ اور ممتاز و معروف مسلم علماء اور شعراء کا کلام شامل ہے ۔ عبدالرحمن جامی ' سعدی شیرازی ' فریدالدین عطار' خواجہ باقی باللہ ' مرزا مظہر جانجاناں' امیر حسن سجزی ' امیر خسرو' خواجہ مستان شاہ کابلی ' مولانا احمد رضا خاں بریلوی' مومن خاں مومن' پیر مہر علی شاہ ' خواجہ قمرالدین سیالوی اور علامہ اقبال کا نعتیہ کلام بطور خاص فارسی حصے کا اہم جزو ہے۔

جلد اول کے صفحہ ۵۱۵ سے اردو نعتوں کا حصہ شروع ہوتا ہے۔ اور اردو نعتوں کے انتخاب میں نہ صرف یہ کہ قدیم و جدید شعراء کا احاطہ کیا ہے بلکہ ایسے حضرات کا نعتیہ کلام بھی شامل کیا ہے جن کا شمار طبقہ شعراء میں نہیں ہوتا۔ یہ صورت حال عربی اور فارسی حصے میں بھی نمایاں ہے۔ بلکہ میرا تجزیہ یہ ہے کہ عربی نعتوں میں علماء کا حصہ شعراء سے زیادہ ہے۔

اردو نعتوں میں یہ اہتمام کیا کہ ایک ہی قافیے اور ردیف کی متعدد نعتیں جمع کی ہیں ۔ "صلاۃ و سلام" کے نام سے نعت کی جو ایک مخصوص صنف ہے' ایک حصہ اس کے لیئے بھی مخصوص کیا ہے ۔

خواتین کا کلام بھی شامل ہے۔ غیر مسلموں کے نعتیہ کلام کو بھی جگہ دی گئی ہے۔ عربی' فارسی اور اردو کے علاوہ برصغیر کے حوالہ سے دوسری بہت سی علاقائی زبانوں کی نمائندگی بھی

ہے۔

منظوم کلام کی تمام اصناف و اقسام کو جمع کیا ہے۔ مثلاً ۔ مثنوی' مسدس ' مخمس ' رباعیات' قطعات' منقوط اور غیر منقوط وغیرہ ۔

دوسری جلد کے آخر میں دو بہت قیمتی مضامین شامل ہیں ۔ ایک مضمون "نعت النبی " کے عنوان سے ڈاکٹر ریاض مجید کا ہے ۔ پچاس صفحات پر مشتمل ہے ۔ اپنے موضوع پر یقیناً ایک تحقیقی اور سیر حاصل بحث کا حامل ہے ۔ دوسرا مضمون "عقیدہ ختم نبوت ' نعتیہ ادب میں " سید شبیر حسین شاہ زاہد کا ہے ۔ اس مضمون میں ایسے اشعار جمع کیئے ہیں جن میں عقیدہ ختم نبوت کا ذکر ہے ۔ یہ اشعار مختلف زبانوں میں ہیں ۔ میری معلومات کے مطابق یہ منفرد نوعیت کی کوشش ہے ۔

علمی اور فنی طور پر زیر تبصرہ نعت نمبر کو جو چاہیں سو کہیں مگر ایک زندہ حقیقت ضرور سامنے آتی ہے ۔ وہ یہ کہ یہ کام اس والہانہ محبت و عقیدت کے بغیر ممکن نہیں جو اہل ایمان کے دلوں میں آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے ۔ علم و فضل والے تو بہت ہوتے ہیں مگر محض علم و فضل سے ایسے کرشمے ظہور پذیر نہیں ہوتے جس دل میں جذبہ ' لگن اور تڑپ ہوتی ہے وہی ایسے کاموں کے لیئے دیوانہ وار لپکتا ہے اور پھر توفیق رب بھی اس کا نصیب بنتی ہے ۔

فاضل مرتب کا کہنا ہے کہ :

" اللہ کا شکر کن الفاظ میں ادا کروں کہ اس نے ایک ایسے شخص کو نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر کام کرنے کی توفیق بخشی جو شعر کے بارے میں امی محض ہے' میں ساری زندگی ایک مصرع موزوں نہ کر سکا"

ناچیز تبصرہ نگار یہ کہنے کی اجازت چاھتا ہے کہ نعت پیمبر کی ایسی خدمت کہ اس سے پہلے کوئی نہ کر سکا ہو' قدرت کو ایسے ہی شخص سے لینی تھی جو شعر کے معاملے میں امی ہو ۔ جس صفت کو اللہ نے اپنے آخری رسول کے لیئے پسند نہ کیا اس صفت کے حامل افراد سے اس رسول کی نعت و مدحت کا حق کیسے ادا ہوتا ۔

آخر میں چند چھوٹی چھوٹی باتیں عرض کرنے کی اجازت چاہوں گا:

۱۔ عربی اشعار اور قصائد کے اردو تراجم دیئے ہیں لیکن ان میں یکسانیت نہیں۔ بعض قصائد میں تو ہر شعر کے نیچے اس کا ترجمہ ہے۔ بعض قصائد میں ترجمہ آخر میں ہے۔ اور بعض قصائد کو چند حصوں میں تقسیم کر دیا۔ مثلاً دس اشعار کے بعد ان کا ترجمہ دے دیا' پھر پندرہ بیس اشعار درج کر کے ترجمہ دے دیا۔ ترجمہ کے سلسلے میں یہ تین مختلف طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ پہلا یا دوسرا طریقہ اختیار کر لیا جاتا۔

۲۔ شعراء کا نام اگر قصیدہ / نعت شروع ہونے سے پہلے دیا جاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔ شاعر کا نام قصیدے / نعت کے اختتام پر دیا گیا ہے۔ اور بعض مقامات پر نیچے درج کرنے کے بجائے کنارے پر دیا ہے۔ شاعر کو اس حد تک غیر نمایاں کرنا۔ مجھے اچھا نہیں لگا۔

۳۔ ایک ہی شاعر کی جہاں ایک سے زیادہ نعتیں / قصائد ہیں وہاں ترتیب نمبر دے دیا جاتا تو پڑھنے والے کو معلوم ہوتا کہ فلاں شاعر کے ایک سے زیادہ قصائد / نعتیں ہیں۔

۴۔ اشعار / قصائد میں شعراء کے اسماء کو بنیاد بنا کر ان کی ترتیب اگر حروف ابجد کے حساب سے رکھی جاتی ہے تو قاری کو یہ سہولت ہوتی کہ وہ آسانی کے ساتھ معلوم کر سکتا تھا کہ فلاں شاعر کا کلام کس صفحہ پر ہے۔

فاضل مرتب کے لیئے ایک تجویز بھی ہے۔ وہ یہ کہ اگر اللہ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے اس نمبر کی تیسری جلد بھی شائع کریں' جیسا کہ مرتب نے ابتدائی کلمات میں اس کا ذکر کیا ہے تو اس میں ایک اضافہ کریں۔ وہ یہ کہ چند معروف شعراء اور علماء کا عکس تحریر بھی شامل کر دیں۔ ناچیز راقم کے پاس بھی بعض حضرات کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی نعتیں موجود ہیں وہ الرشید کی نذر کر سکتا ہوں۔

نمبر معنوی محاسن کے ساتھ ظاہری خوبیوں سے بھی آراستہ ہے۔ پانچ رنگوں میں آرٹ پیپر پر اتنا ضخیم نمبر شائع کرنا عزم و ہمت کا کام ہے۔ اس موضوع پر بعد میں کام کرنے والوں کے لیئے محترم عبدالرشید ارشد صاحب نے کافی مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ خدا کرے کہ مستقبل میں

کوئی ایسا مومن اور عاشق رسول پیدا ہو جو سبقت لے جانے والا کہلائے۔

اللہ تعالی مرتب اور ادارہ کی مساعی کو قبول فرمائے۔ اور جن حضرات کے گلہائے محبت و عقیدت اس مجموعے کی زینت ہیں' انھیں روز محشر حضور انور کی شفاعت نصیب ہو اور مدحت رسول کے صلے میں اللہ رحیم و کریم انھیں اپنے دامن رحمت سے ڈھانپ لے۔ (آمین)۔

ڈاکٹر محمد میاں صدیقی

☐☐☐